مولانا اسحق مدنی

امام خمینیؒ اور اسلامی وحدت و اتحاد

ہمارے زمانے میں جو چیز ''اسلامی انقلاب'' کے نام سے ظہور پذیر ہوئی ہے دوست اور دشمن ہر ایک کے تصورات سے بالاتر تھی۔ مختلف ممالک میں اسلامی تحریکوں کی مسلسل شکست کی وجہ سے مسلمان یہ سوچنے لگے تھے کہ جو وسائل و امکانات دشمنانِ اسلام کے اختیار میں ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اسلامی حکومت کی تشکیل عملاً ممکن نہیں ہے۔ دوسری طرف مخالفین اسلام بھی اپنے منصوبوں اور سازشوں کے تحت مطمئن ہو چکے تھے کہ خود مسلمان اور اسلامی ملتوں کے درمیان انھوں نے مذہب، قوم، نژاد اور ملک وقوم کے نام پر جو اختلافات پیدا کر دیئے ہیں ان کی بنیاد پر ان ممالک میں ''اسلامی حکومت'' نام کی کوئی شئے وجود میں لانا اب کسی کے بس کی بات نہیں رہ گئی ہے۔ خود ایران کے اندر گزشتہ پچاس برسوں میں پہلوی حکومت کے ہاتھوں اسلام کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کی گئیں، پہلوی شہنشاہیت نے نہ صرف اپنے دربار میں بلکہ ملک کے تمام حساس مقامات پر اخلاقی اقدار کی پامالی کا بازار گرم کر رکھا تھا، شاہ ایران نے ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا جشن برپا کر کے، جو دراصل مجوسیت کا مظہر تھا، اور جس نے ہجری تاریخ کا نام شہنشاہی تاریخ میں تبدیل کر کے، عالمی کفر اور استعمار کے تسلط کے لیے مکمل طور پر زمین ہموار کر دی تھی۔ ایک ایسے ملک میں اسلامی انقلاب کی کامیابی یقیناً ناقابلِ تصور اور غیر معمولی چیز تھی۔

بلاشبہ جس ہستی نے اس انقلاب کی قیادت و رہبری کی، اور تمام تر ملکی و غیر ملکی رکاوٹوں اور مادی وسائل کی کمی کے باوجود پوری ملت کو اپنے گرد جمع کر کے اس نے نہ صرف اس اسلامی انقلاب کو ایران میں کامیابی سے ہمکنار کیا بلکہ پورے عالمِ اسلام میں اسلامی

حریت کا بیج چھڑک دیا اور مسلمانوں میں ایک نئی امنگ اور ولولہ کے ساتھ بیداری و آگاہی کی انقلابی کیفیت پیدا کردی۔ یقیناً یہ ہستی عالم اسلام کی ایک غیر معمولی اور استثنائی شخصیت کی حامل ہے۔ ظاہر ہے اس عظیم ہستی نے مسلمانوں کی آگاہی و بیداری، ان کے درمیان اتحاد و یکجہتی، اور ان کے امراض کی تشخیص اور علاج کے سلسلہ میں بے پناہ زحمتیں اور مشقتیں اٹھائی ہیں۔

اس وحدت اور استقلال و آزادی کی راہ میں امام خمینی طاب ثراہ نے جو کوششیں کی ہیں نہ تو ان کا احصاء کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی دنیا کی بڑی سے بڑی لکھنے اور بولنے والی شخصیت ان کو بیان کرسکتی ہے۔ میں نے وہ گفتگو اور تقریریں جو حضرت امام خمینی قدس سرہٗ نے صرف ایک ماہ اردیبہشت ۱۳۵۸ ہجری شمسی (اپریل و مئی ۱۹۷۹ء) کے دوران ملاقاتیوں کے سامنے مختلف جلسوں میں بیان فرمائی ہیں ان کا مطالعہ کیا اور دیکھا کہ شاید ہی کوئی ایسی نشست ہو جس میں آپ نے امت مسلمہ کے اصل مرض ''اختلاف اور فرقہ بندی'' کو ختم کرنے اور باہم ''وحدت و اتحاد'' قائم کرنے کے سلسلہ میں سخت تاکید و نصیحت سے کام نہ لیا ہو۔

حضرت امام خمینی قدس سرہٗ یکم اردیبہشت (۲۱ر اپریل ۱۹۷۹ء) کو سعودی عرب سے آنے والے علماء کے ایک وفد کے سامنے جو وہاں کی بڑی شخصیتوں کی نمائندگی کر رہا تھا فرماتے ہیں:

''میں چاہتا ہوں کہ اسلامی امتیں اٹھ کھڑی ہوں اور ''وحدت کلمہ'' کے ساتھ اسلام اور ایمانی قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے غیروں پر اور ان تمام طاقتوں پر جو ملت کو ہمیشہ اپنے اختیار اور تسلط میں رکھنا چاہتی ہیں غلبہ حاصل کریں، صدر اسلام میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز یہی 'وحدت کلمہ' اور ایمانی قوت تھی۔''

اسی طرح ۲ر اردیبہشت (۲۲ر اپریل ۱۹۷۹ء) کی تقریر میں فرماتے ہیں:

''اور اب احساس بھی کرتا ہوں اور لمس بھی کرتا ہوں کہ اگر ملت آپس میں اتحاد پیدا کرلے، اگر مختلف اسلامی جماعتیں ایک ہوجائیں تو بڑی طاقتیں بھی ان کا مقابلہ نہیں

کرسکتیں۔"

۴/اردیبہشت (۲۴/اپریل ۱۹۷۹ء) کو انتظامیہ پولیس اور شہر ساوہ کے عوام کے سامنے فرماتے ہیں:

"میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ اتحاد و "وحدتِ کلمہ" جو ہماری ملت کے تمام طبقوں کے درمیان موجود ہے، باقی رہے اور اسی وحدتِ کلمہ کے سہارے اسلامی تحریکیں آگے بڑھیں اور اسلامی حکومتِ عدل قائم کر کے تمام طبقے اپنے حقوق حاصل کریں۔"

۵/اردیبہشت (۲۵/اپریل ۱۹۷۹ء) کو آمل سے آئے ہوئے لوگوں کے ایک گروہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کامیابی کا راز ایران نے پالیا ہے، خدا پر یقین اور وحدتِ کلمہ اس کا راز ہے۔ اس وحدتِ کلمہ کی حفاظت کیجیے۔"

اسی طرح شہر لوئی سے آنے والے ایک وفد کے سامنے ۷/اردیبہشت (۲۷/اپریل ۱۹۷۹ء) کو آپ فرماتے ہیں:

"خداوند تبارک وتعالیٰ اگر توفیق دے اور ہم اور ہماری ملت اس راز کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے تو مجھے اُمید ہے کہ ہم اس اسلامی حکومت اور اسلامی احکام کو استقرار دے سکتے ہیں لیکن اس کے لیے وحدتِ کلمہ کی ضرورت ہے، ہماری ملت کو اتحاد و یکجہتی باقی رکھنا چاہیے وہ ملتیں جو مختلف شہروں اور علاقوں میں ہیں ہماری اس کوشش میں شریک ہوں اور سب کے سب متحد اور ایک آواز ہوکر اسلامی جمہوریہ اور اسلام کے مقدس احکام کی طرف آگے بڑھیں۔"

مورخہ ۸/اردیبہشت (۲۸/اپریل ۱۹۷۹ء) کو حضرت امام خمینی قدس سرہ' حبیب بورقیبہ کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

"مجھے امید ہے کہ اسلامی جمہوریہ (ایران) دنیا بھر کے مسلمانوں کے درمیان اتفاق و وابستگی کے سلسلہ میں اپنا مؤثر کردار ادا کرتا رہے گا۔"

۱۵/اردیبہشت (۵/مئی ۱۹۸۹ء) اسلامی تحریک آزادی کے مختلف جماعتوں کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم اسلامی وحدت کو اپنا شعار بنائیں، وحدت کے ساتھ اور "لا الہ الا اللہ" کے پرچم تلے رہ کر ہی ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔ جب تک دنیا کے مسلمان ایران میں رونما ہونے والے اس راز سے آگاہی پیدا نہیں کرتے، کامیاب نہیں ہوسکتے۔"

۱۷/اردیبہشت (۷/مئی ۱۹۸۹ء) کو صومالیہ کے سفیر سے ملاقات کے دوران فرماتے ہیں:

"اسلامی حکومتوں کو باہم ایک حکومت کی مانند ہونا چاہیے، یہ سب ایک وسیع معاشرہ کی طرح ہیں، ایک پرچم ہے، ایک کتاب ہے اور ایک پیغمبر ہے۔ ان کو ہمیشہ متحد رہنا چاہیے اور آپس میں ہمہ جہت تعلقات و روابط رکھنا چاہیے چنانچہ اگر یہ آرزو پوری ہوجائے اور اسلامی حکومتوں میں ہمہ جہت وحدت پیدا ہوجائے تو امید ہے وہ اپنی مشکلات پر قابو پالیں گی اور دیگر تمام طاقتوں کے مقابل ایک بڑی طاقت بن کر سامنے آئیں گی۔"

۲۱/اردی بہشت (۱۱/مئی ۱۹۸۹ء) کو ڈاکٹر مصدق اسپتال کے ڈاکٹروں اور کارکنوں نیز "ہلالِ احمر" کی منتظم جماعت کے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ وحدتِ کلمہ محفوظ رہنا چاہیے کیونکہ اگر خدانخواستہ یہ وحدتِ کلمہ ہاتھ سے چلی گئی اور خدانخواستہ ہم شکست سے دوچار ہوئے تو پھر کبھی ایران کے چہرے پر اس کی شادمانی لوٹ کر نہ آسکے گی۔ لہٰذا ہم سب کا فریضہ ہے کہ اس تحریک کی حفاظت کریں اور وحدتِ کلمہ کو محفوظ رکھیں۔"

اسی طرح اصفہان کی عدلیہ سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کے سامنے، جو آپ کی خدمت میں ۲۳/اردی بہشت (۱۳/مئی ۱۹۸۹ء) کو ملاقات کے لیے آیا تھا آپ نے فرمایا:

"آپ جانتے ہیں کہ یہ تحریک جو اس منزل تک پہنچی ہے، تمام طبقوں کے درمیان

اتحاد اور اسلام سے وابستگی کی برکت کی وجہ سے ہے۔"

۲۴/اردی بہشت (۱۴/مئی ۱۹۷۹ء) کو ہندوستان و پاکستان سے آئے ہوئے ایک وفد سے فرماتے ہیں:

"وہ مختصر سے افراد، جو آج سازشوں میں مصروف ہیں، انشاء اللہ بہت جلد ہی نابود ہوجائیں گے۔ جو اس خیالِ باطل میں گرفتار ہیں کہ ایک شجاع قوم کے خلاف وہ سازش کرسکتے ہیں، وہ دفن کردیئے جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ مستضعفین وحدتِ کلمہ کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تمام گروہ آپس میں متحد رہیں جیسے وہ اب تک باہم متحد رہے ہیں، اور اس تحریک کو وحدتِ کلمہ کے ساتھ خداوند عالم پر بھروسہ کرتے ہوئے یہاں تک پہنچایا ہے اور بڑی بڑی دیواروں کو گرلیا ہے اب اس کے بعد بھی آپس میں متحد رہیں اور اس (کامیابی کے) راز کی حفاظت کریں۔ کامیابی کی کلید اپنے ہاتھ میں رکھیں، اگر یہ راز یعنی وحدتِ کلمہ خدائے عظیم پر بھروسہ اور خدائے عظیم کی طرف توجہ کے ساتھ محفوظ رہے، اگر مسلمان اس راز کی حفاظت کریں تو آخری کامیابی ان کے ہاتھ ہے۔"

حضرت امام خمینی قدس سرہ ایرانی تاجرین کے مختلف گروہوں کے مجمع میں ۲۵/اردی بہشت (۱۵/مئی ۱۹۸۹ء) کو فرماتے ہیں:

"سب کی ایک عمومی ذمہ داری ہے اور وہ یہ کہ ہم سب اپنی تمام تر قوت و طاقت کے ساتھ کوشش کریں کہ یہ انقلاب محفوظ رہے، یہ وحدتِ کلمہ محفوظ رہے، یہ انقلاب الٰہی انقلاب کی صورت میں محفوظ رہے۔"

۳۱/اردی بہشت (۲۱/مئی ۱۹۸۹ء) کو جنوبی لبنان کے شیعوں کی نمائندہ جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کو پہچانیں اور خود اپنے کو بھی پہچانیں، اس فکر میں نہ رہیں کہ بڑی طاقتیں بہت طاقتور ہیں۔

جی نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

اپنے امور کی ادائیگی میں بھی اپنے آپ کو پہچانیں اور سب کے سب باہم جمع ہوں، باہم اتحاد برقرار رکھیں تا کہ انشاء اللہ کامیاب ہوں اور انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ مجھے امید ہے یہ انقلاب اور تحریکیں جو مسلمانوں کے درمیان وجود میں آ چکی ہیں، ہر جگہ متحد رہیں گی اور وحدتِ کلمہ کے ساتھ خداوند تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے، جو تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے، آگے بڑھیں گی اور تمام اسلامی ممالک متحد ہو کر پرچم اسلامی کے زیر سایہ خوشحالی اور عزت کی زندگی بسر کریں گے۔

جب انسان دقتِ نظر سے کام لیتا ہے اور غور و فکر کرتا ہے تو یہ بات اس پر روشن ہوجاتی ہے کہ امام خمینی طاب ثراہ کی تمام تر توجہ "وحدت" و اتحاد پر رہی ہے چنانچہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، عالمِ اسلام کا اصل مرض یہی ہے۔ اسی وجہ سے امام قدس سرہٗ اتحاد و وحدت پر، جو اس کا واقعی علاج ہے، اس قدر زور دیتے ہیں اور اس راہ میں بے انتہا زحمتیں برداشت کرتے ہیں، اگرچہ ہوتا یہ ہے کہ جب انسان کو اپنی زندگی میں ایک کامیابی حاصل ہوجاتی ہے تو درحقیقت وہ ایک طرح کا آرام و سکون محسوس کرتا ہے لیکن چونکہ حضرت امام خمینی قدس سرہٗ کا مقصد صرف ایرانی مسلمانوں کی کامیابی تک محدود نہ تھا، لہٰذا وہ اس کامیابی کے باوجود پوری دنیا کے مسلمانوں کو متحد کرنے کے سلسلہ میں اپنی مجاہدانہ کوششیں جاری رکھتے ہیں، ایک جملہ جو آپ نے عید قربان کی مناسبت سے ارشاد فرمایا ہے اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ شاید وہی احساس جو کامیابی سے قبل آپ کے قلب میں پایا جاتا تھا رحلت کے وقت بھی آپ کے قلب میں موجزن تھا اور وہ جملہ یہ ہے:

"اسلام کے لیے اور مسلمانوں کے لیے مبارک دن وہ ہے جب ظالموں کا ہاتھ قلم ہوجائے اور وہ اسلامی ممالک میں خون چوسنے کے قابل نہ رہ جائیں۔"

یعنی آپ نے عید کو اس دن پر موکول کردیا جب دنیا بھر کے مسلمان حقیقی معنوں میں

استقلال و آزادی پیدا کرلیں اور ایسے حالات میں زندگی گزاریں کہ ان کے سروں پہ بڑی طاقتوں کا وجود باقی نہ رہے اور واقعی طور پہ انھیں استقلال و آزادی نصیب ہو۔"

یہاں اس نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ وہ مرض جو امام خمینیؒ نے اس امت کے لیے تشخیص دیا، ایسا نہیں ہے کہ کسی دوسرے نے یہ مرض تشخیص نہ کیا ہو اور اس راہ میں تلاش و کوشش نہ کی ہو، لیکن وہ خصوصیت و امتیاز جو امام خمینیؒ ان مسائل میں رکھتے تھے شاید ان میں نہ ہو درحقیقت بہت سی شخصیتوں نے اس مرض کی تشخیص کی تھی اور اس کے علاج کی صورت بھی وہ جانتے تھے مگر وہ علاج میں کامیاب نہ ہوسکے۔ یہ فضیلت حضرت امام خمینیؒ کے نصیب میں تھی کہ مرض اور اس کے علاج کی تشخیص کے بعد علاج میں کامیاب بھی ہوئے اور اس کی کچھ خاص وجوہات تھیں جن کا ہم آخر میں ذکر کریں گے۔

پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس منزل میں ان شخصیتوں کا بھی ذکر کردیا جائے جنھوں نے اس راہ میں زحمتیں اُٹھائی ہیں اور اسی ضمن میں ہم یہ بھی بتانا چاہیں گے کہ کیوں امام خمینی قدس سرہٗ اس راہ میں کامیاب ہوئے اور وہ لوگ اس علاج میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اگرچہ بہت سے لوگوں نے اس راہ میں تگ و دو اور کوششیں کی ہیں، لیکن ان میں سے بعض کی زحمتیں محدود پیمانے پر تھیں اور مختلف وجوہات کی بنا پر اور وسائل و امکانات کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے یعنی ان کو وہ وسائل نہ مل سکے کہ ان کی خدمتیں پورے عالم اسلام تک پہنچ سکتیں۔ اس منزل میں خاص طور پہ ہم چار شخصیتوں کے نام لینا چاہیں گے جنھوں نے اس راہ میں بڑی کوششیں کی ہیں۔

عالم اسلام کی ان اہم شخصیتوں میں سے ایک عظیم ہستی، جسے ہمیشہ عالم اسلام کی نجات کی فکر رہی، سیّد جمال الدین اسدآبادی ہیں جنھوں نے امت اسلامی کے درمیان اتحاد پیدا کرنے اور عالم اسلام کو استقلال دلانے کے سلسلہ میں بے پناہ کوششیں کی ہیں۔ سیّد جمال الدین نے بھی حضرت امام خمینیؒ کی طرح ملّتِ اسلامی کی بیماری اور اس کا علاج تجویز کرلیا تھا،

جس طرح امام فقید طاب ثراہ ہمیشہ وحدت اور اس کے راز کے بارے میں گفتگو فرماتے رہتے تھے۔ سیّد جمال الدین کا بھی یہی کردار رہا، وہ بھی ملت اسلام کا علاج اتحاد اور صدر اسلام کی طرف بازگشت خیال کرتے تھے لیکن افسوس ان کی تمام کوششیں جو دراصل اتحاد و یکجہتی اور ملت اسلام کے استقلال کے لیے تھیں خود ان کی زندگی میں بار آور نہ ہو سکیں۔

دوسری شخصیت جس نے عالم اسلام خاص طور پر عرب دُنیا کو بیدار کرنے کے سلسلہ میں قابل ذکر کردار ادا کیا اور ہر ہر قدم پر سیّد جمال الدین اسدآبادی کے ہمراہ رہی مفتی شیخ محمد عبدہ کی ذات تھی اور یہ بھی اپنی محنتوں کا پھل دیکھنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔

تیسری شخصیت جس نے اسلامی وحدت و استقلال کی راہ میں سیّد جمال الدین اسدآبادی اور مفتی عبدہ کی نسبت زیادہ تر اثرات چھوڑے ہیں اقبالؒ لاہوری کی ذات گرامی ہے، لیکن یہ بھی بعض وجوہات کی بنا پر اپنے کام میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک تو اپنی زندگی کا وہ زمانہ اور وہ مدت جو انھوں نے اپنے کام کے لیے منتخب کیا بہت ہی مختصر تھا، اس کے علاوہ ثقافتی و تعلیم یافتہ گروہ ہی آپ کے افکار سے استفادہ کرسکتا تھا، آپ کے افکار و نظریات یونیورسٹیوں اور کتابوں سے دُور عوام الناس کے درمیان نہ تو نفوذ پیدا کر سکے اور نہ ہی ان پر اپنے اثرات مرتب کر سکے۔

مسلمانوں کی کامیابی کے راز یعنی وحدت اور یہ کہ مسلمانوں کو استقلال و آزادی حاصل کرنے کے لیے آپس میں متحد رہنا چاہیے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی امام خمینی قدس سرہ' کی مانند حصولِ اتحاد کی مختلف راہیں بیان کی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ قوت و طاقت اور عظمت و شوکت کے بغیر اسلام کا تصور درست نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ کہتے تھے کہ مسلمان کو قوی اور کامیاب ہونا چاہیے اس کے اندر کمزوری کا احساس نہیں پیدا ہونا چاہیے۔

اقبال کا عقیدہ تھا کہ تین صورتوں سے ملت اسلام کو متحد کیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت جو اتحاد کی سب سے زیادہ مثالی صورت ہے وہ یہ کہ پوری ملت اسلامیہ کی رہبری ایک ہاتھ

میں ہو، دوسری صورت یہ کہ تمام اسلامی ممالک متحد جمہوریوں کی شکل میں ایک واحد نظام کے تحت کام کریں اور تیسری صورت یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک اپنی خودمختاری کو محفوظ رکھتے ہوئے آپس میں بھی سیاسی، اقتصادی اور فوجی معاہدوں کے تحت ایک دوسرے سے ہمہ جہت تعاون و ہم آہنگی قائم رکھیں۔ چوتھی شخصیت جس نے ملت اسلام خصوصاً نئی نسل میں وحدت و ہم آہنگی، اتحاد و استقلال اور بیداری و آگاہی پیدا کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا اور اس راہ میں اپنی جان کی قربانی پیش کردی حسن بناء شہید کی ذات ہے۔ وہ اسلام سے متعلق اپنے تمام تر علم و معرفت اور آگاہی کے باوجود چونکہ روایتی علماء کے گروہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے' لہٰذا عوام الناس کو اپنی جانب جذب کرنے میں ناکام رہے اور اقبال کی مانند زیادہ تر ان کی مقبولیت یونیورسٹیوں سے وابستہ افراد اور روشن فکر طلاب تک محدود رہی۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی خصوصیات میں سے ایک اہم چیز آپ کا تقدس اور پاکیزہ نفسی تھی۔ گویا خود حضرت امام طاب ثراہ ابتدائے زندگی سے اس بات کی طرف متوجہ تھے کہ خداوند عالم نے آپ کو ایک عظیم کام کے لیے خلق کیا ہے۔ دوران عمر یقینی طور پر ہر انسان کی زندگی میں بہت زیادہ نشیب وفراز پائے جاتے ہیں۔ انبیاء و ائمہ علیہم السلام جن کو خداوند عالم نے لوگوں کی ہدایت کے لیے منتخب فرمایا معصوم ہیں اور اس عظمت کے بعد جس کے وہ حامل رہے ہیں، ان کی زندگیاں ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک رہی ہے۔ لیکن غیر معصومین کے یہاں وہ چاہے کتنی ہی اہم شخصیت کے حامل کیوں نہ ہوں یہ بات کہ کسی طرح کا کوئی کمزور پہلو ان کے یہاں موجود نہ ہو بہت مشکل ہے لیکن امام خمینیؒ کی پاکیزگی اس منزل پر نظر آتی ہے کہ حتیٰ کہ آپ کے سخت ترین دشمن بھی آپ کے یہاں کوئی معمولی سا ضعیف پہلو پیدا کرنے سے قاصر رہے ہیں، جس وقت پہلوی حکومت نے آپ کے خلاف افواہ پھیلانا چاہی کہ اس طرح آپ کی شخصیت کو کسی عنوان سے مجروح کیا جاسکے تو سب سے بڑی بات جو وہ کہہ سکے یہ تھی کہ آپ "ہندی الاصل" اور ہندوستان سے ایران آئے ہیں،

بالفرض اگر یہ بات ثابت بھی ہوجائے تو اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایک انسان اپنی پوری زندگی ہر طرح کی آلودگی اور لغزش سے محفوظ رہ کر بسر کردے یقیناً کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جو بہت ہی نادر طور پر دنیا کی گنی چنی شخصیتوں میں ملتی ہے۔

امام خمینیؒ کی دوسری خصوصیت ان کی روحانیت تھی، وہ ریاضت و مجاہدت، وہ توجہ اور دل سوزی اور وہ خاص روحانی کیفیات جن کے آپ حامل تھے، کے ذریعہ ہر دیکھنے والے بلکہ جو بھی آپ کے درس میں حاضر ہوتا تھا، اس کو اپنی طرف جذب کرلیتے تھے، یہی روحانیت مسلمان ملتوں اور اسلامی شخصیتوں کے قلوب تسخیر کرلینے کا سبب بنی تھی۔

امام خمینیؒ کی ایک اور خصوصیت انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اُتر جانا اور عوام کا آپ کی بے دریغ حمایت کرنا تھی، یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبرانِ خدا، ائمۂ معصومین اور صدر اسلام کی عظیم شخصیتوں کے بعد قلوب میں گھر کر جانے کی یہ کیفیت کسی عالم اور روحانی شخصیت میں نظر نہیں آتی۔ وہ شخص جس کا ایک بیٹا یا دو تین بیٹے شہید ہوچکے ہوں جس وقت اس سے انٹرویو لیا جاتا ہے تو کہتا نظر آتا ہے ہمارے بچے اسلام اور امام (خمینیؒ) پر قربان ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ امام خمینیؒ سلامت رہیں، اور یہ کہ ایک جماعت حاضر ہو اور اپنے قلوب ہدیہ کرے تاکہ امام خمینیؒ زندہ رہیں۔ لوگوں کے درمیان یہ مقبولیت ممکن ہے اس کے نمونے دوسری جگہوں پر بھی مل جائیں لیکن وہ عاشقانہ کیفیت اور والہانہ جوش و خروش جس سے سرشار ملت امام خمینیؒ کا وطن واپسی پر استقبال کرتی ہے اور وہ حالت کہ جس وقت آپ خطاب فرماتے تھے سب کے سب مشتاقانہ انداز میں گوش بر آواز رہتے تھے یا وہ کیفیت جو آپ کی تشییع جنازہ کے وقت دیکھنے کو ملی۔ عوام کے درمیان آپ کی غیر معمولی مقبولیت اور ان کے قلوب میں بے مثال اور غیر معمولی نفوذ کی نشاندہی کرتی ہے۔

حضرت امام خمینیؒ کی ایک اور خصوصیت جو آپ کی کامیابی میں بہت زیادہ مؤثر ثابت ہوئی، آپ کا مرجعِ تقلید ہونا تھا۔ یہ امر سبب بنا کہ جو افراد داخلی طور پر انقلاب کے کرتا دھرتا

تھے آپ کے افکار قبول کرنے پر دل و جان سے آمادہ ہوئے اور وہ خود کو اس بات کا مکلّف اور ذمہ دار سمجھتے تھے کہ ان افکار کی تبلیغ و ترویج کریں اور زندگی کے آخری لمحات تک ان کا دفاع کریں۔ یقیناً اگر امامؒ مرجعِ تقلید نہ ہوتے تو آپ کے پاس بھی سیّد جمال الدین اسد آبادی اور شیخ عبدہ کی مانند ان میں آگاہی پیدا کرنے اور انقلابی تحریک کے تئیں ان کو معتقد بنانے کا کافی وقت نہ تھا۔ حقیقت میں اس گروہ نے جو امام خمینیؒ کا مقلد تھا اور شرعاً خود کو امام خمینیؒ کے افکار پر عمل کرنے کے سلسلہ میں مکلّف سمجھتا تھا، کامیابی میں بنیادی کردار ادا کیا اور حضرت امام قدس سرہٗ کے اردگرد اس گروہ کا اجتماع دیگر اسلامی معاشروں میں مسلمانوں کی روح کو تقویت پہنچانے کا سبب بنا۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی ایک اور خصوصیت مسلسل طور پر باربار اتحاد کی دعوت اور عوام و خواص کے درمیان اس کی طرف شدت کے ساتھ تاکید تھی، یہاں تک کہ بعض وقت کج فہم افراد کی جانب سے آپ کو متہم بھی کیا گیا۔ امام خمینیؒ ان دوسرے بہت سے افراد کے برخلاف جو فروعی مسائل اٹھا کر مسلمانوں کے کسی ایک یا چند گروہوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے کا سبب بنتے تھے خود اسلامی اتحاد اور اسلامی حکومت کو، جو اسلام کی اصل و اساس ہے، دیگر فروعی مسائل پر ترجیح دیتے تھے۔

ایک اور امتیاز جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے امام خمینیؒ کے ترقی یافتہ اور انوکھے افکار تھے۔ آپ کے نظریات کچھ ایسے تھے کہ تمام پڑھے لکھے افراد، طلبہ اور اساتذہ، ملازم اور مزدور، کسان اور تاجر حتیٰ کہ ان پڑھ افراد بھی اپنے تمام کے تمام مطالبات امام خمینیؒ کے افکار میں مشاہدہ کرتے تھے۔ اسلام کے بلند افکار جن کو امام خمینیؒ نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا، لوگوں کے اندر بیداری و آگاہی اور بھولے سبق دوبارہ یاد آنے کا سبب بنے اور ملتِ ایران اس انقلاب کے گرد جمع ہوگئی۔

حضرت امام خمینیؒ کی دیگر خصوصیات میں سے ایک آپ کا طریقہ کار بھی تھا جو

دراصل وہی انبیاء علیہم السلام کا انداز و شیوہ تھا، یعنی اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ نے کوئی حزب اور جماعت تشکیل نہیں دی کہ کچھ مخصوص افراد تحریک کے اصل محور اور آرگن کے طور پر سامنے آجائیں اور پھر کامیابی کے بعد حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں اور دوسرے ان کے مطیع و فرماں بردار بن جائیں۔ بہت سے اسلامی ممالک میں وہ جماعتیں جو اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں عموماً انھیں قابل ذکر کامیابی نہیں مل سکی ہے اور اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ خود یہ گروہ تحریک کے تئیں عوامی ہم فکری کی راہ میں مانع ہوتے ہیں۔ امام خمینی قدس سرہ نے انبیاء علیہم السلام کی سیدھی سادی سیرت کا انتخاب کیا اور ایک عالم دین کے عنوان سے لوگوں کو اسلامی مسائل سے آشنا و باخبر کیا اور خود کو ہر طرح کی پارٹی و جماعت کی تشکیل سے دُور رکھا، امام خمینیؒ کا یہ سادہ اور صاف ستھرا برتاؤ اس انقلاب کی کامیابی میں بہت ہی مؤثر ثابت ہوا ہے۔

اسلامی انقلاب کی کامیابی اور موجودہ دُنیا میں اسلامی تحریک کو وسعت بخشنے میں جن چیزوں نے مؤثر اور قابلِ توجہ کردار ادا کیا ان میں سے ایک امامؒ کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ آپ نے عالی دماغ مفکرین اور علماء پر مشتمل اپنے شاگردوں کے ایک وسیع گروہ کی بڑی ہی اعلیٰ سطح پر تربیت کی تھی جنھوں نے دقیق طور پر امامؒ کی باتوں کو سمجھا اور آپ کی زندگی کے دوران آپ کے قوی و مستحکم بازو بنے رہے۔ حضرت امام خمینیؒ نے مفتی اروانیاں یا دیگر شخصیتوں کے برخلاف کہ جن کی تحریکیں خود ان کی ذاتوں سے وابستہ ہوکر رہ گئیں اور ان کی موت کے بعد کوئی ان کی راہ پر چلنے والا نہ رہا، علماء اور دانشوروں کی ایک توانا جماعت تربیت کردی تھی جن میں سے ہر ایک نے قوی بازو کی مانند تحریک کی حمایت کی اور انقلاب کی کامیابی، یہاں تک کہ آخری لحۂ حیات تک امام خمینیؒ کے ساتھ رہے اور آپ کی رحلت کے بعد بھی آپ ہی کے نقش قدم پر آگے بڑھ رہے ہیں جنھوں نے حضرت امامؒ کی وفات کے بعد اس راہ میں کسی طرح کا خلل پیدا ہونے کی مہلت ہی نہیں دی۔ مجھے اُمید ہے کہ جس طرح اسلامی ملت نے اپنے مخلصانہ عمل سے اس انقلاب کو کامیابی تک پہنچایا ہے آئندہ بھی اس

اسلامی تحریک اور انقلاب کی حفاظت کریں گے اور ہم (انشاء اللہ) ساری دنیا میں کلمۃ اللہ اور شعائر اللہ کی بلندی و برتری کا نظارہ کریں گے۔

امام کی خصوصیات میں سے ایک بہت ہی روشن و تابناک خصوصیت، انقلاب اسلامی کی کامیابی کے پہلے اور بعد بھی، مختلف ملکوں میں زندگی بسر کرنے والے مظلوم وستم دیدہ مسلمانوں، خصوصاً فلسطینیوں کی بے دریغ حمایت تھی، باوجود اس کے کہ یہ حمایت ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد اس نوزائیدہ اسلامی حکومت کے حق میں بڑی مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنی، اور باوجود اس کے کہ ان ممالک میں ظلم وستم کا شکار مسلمانوں کی اکثریت سنی المذہب تھی، پھر بھی امام خمینیؒ کی بے لوث حمایت بتاتی ہے کہ آپ عالم اسلام کے مسائل کے سلسلہ میں، چاہے وہ سنیوں سے مربوط ہوں یا شیعوں سے یکساں طور پر فکر کرتے تھے۔ اور یہی چیز ان ممالک کے لاکھوں مسلمانوں کے قلوب امام امت اور اسلامی انقلاب کے تئیں جذب ہوجانے کا باعث بنی ہے۔

یہ وہ خصوصیات اور امتیازی موارد تھے جو میری فکر میں آسکے ہیں۔ یقیناً بہت سے ایسے موارد ہیں جن تک ہماری فکری رسائی نہیں ہوسکی ہے۔ خداوند متعال سے اُمید ہے کہ وہ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائے کہ حضرت امام قدس سرہ الشریف کے ارفع و اعلیٰ مقاصد اور آرزوؤں کی تکمیل کرسکیں اور "تمام اسلامی سرزمینوں سے غیروں کے تسلط کے خاتمے، اسلامی حکومت کی تشکیل اور نور اسلام سے پوری دنیا کے منور ہونے" کی راہ میں کوشاں رہیں اور دعا کرتا ہوں کہ دنیا کے تمام انقلابی اور حریت پسند افراد امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے نشانِ قدم کو اپنا نصب العین قرار دیں اور آپ کے جانشین رہبر ملت اسلام ولی امر مسلمین آیۃ اللہ خامنہ ای، جو اس وقت امام کے نزدیک ترین ساتھیوں میں سے ہیں، کی اطاعت و پیروی کرتے ہوئے اسلام کے آخری اور اعلیٰ ترین ہدف تک رسائی حاصل کریں۔ انشاء اللہ!